ومن یکسب خطیئة او اثما ثم یرم به بریئا فقد احتمل بهتانا واثما مبینا

از مولفات جناب مولانا مولوی فقیر الله صاحب معلم مدرسه نصرة الاسلام واقع معسکر بنگلور

التبرّی

عن افتراء

المفتری

بفرمائش محمد یعقوب صاحب بن شکر الدین صاحب مرحوم سنه ۱۳۱۲ هجری

نسخه سید زده دری حلیه طبع
در مطبع منشی قادر باشا قا محمد لوی شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی الفعال المتعال عن الحدوث والتغیر والزوال۔ والمقدس عن العیوب والنقائص والشبه والمثال۔ والموصوف بجمیع صفات الجلال والجمال۔ وصلوة اللہ وسلامه بالغدو والآصال علی النبی الاشرف الافضل ذی الکمال۔ وعلی صحبه واهل بیته والآل **اما بعد** اخوان مسلمین منصفین بانکین کی خدمت مین عرض ہے کہ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین مولوی عبدالقادر صاحب بیارم بمبئی اپنے چند تحریرات کو دیکھنے کے واسطے اول میرے پاس روانہ کرکے بعد ازان اُسی دن مدرسہ مین تشریف لائے تھے اور پھر اسی دن شب کو بھی ایک مجلس مین اُن سے ملاقات ہوئی تھی غرضکہ ان کے مذہب جدید مین کچھ بحث و تکرار ہونے کے سبب سے قطع نزاع کے لئے مین نے ایک خط مع چند سوال کے لکھکر ان کے پاس بغرض ایک دن کی مہلت دیکر جواب طلبی کے واسطے بھیجا تھا اب عرصہ قریب دو سال کے بعد مولوی صاحب موصوف نے ایک رسالہ جس صفحہ کا برائے نام میرے سوال کا جواب کرکے نکالا ہے اور اُس مین مجھ کو مجسم اور مشبہ یعنے معاذ اللہ خدا کے واسطے جسم اور تشبیہ ثابت کرنیوالا کرکے بڑی سختی اور بدگوئی کے ساتھ تجاوز عن الحد کرکے لکھا اور ناحق افترا اور بہتان اور طوفان باندھکر خوف الٰہی کو پس پشت ڈالکر مجھکو بدنام کرنا چاہا ہے سبحانک هذا بهتان عظیم۔

مولوی صاحب کو جب ان سوالون کا راستی سے جواب دینا مشکل نظر آیا اور یہ سوچا کہ اب راستی سے کام بگڑ جائیگا اور پورا جواب نہ بن پڑیگا۔ اور سیدھی چال چلنے سے مذہب جدید کا بطلان واضح ہو جائیگا تو بحکم ہرکہ تنگ آمد بجنگ آمد یہ روش اختیار کی کہ سخت خیانت اور بددیانتی کرکے پہلے تو کچھ عبارت سوالون مین سے نکالدی تاکہ ایسے جواب سے جو مقید بالدلیل المبین تھا رہائی حاصل ہو عبارت یہ تھی (ہر ایک بات کو دلیل مبین سے بیان فرمائے) اور نیز دو سوالون کی ابتدا سے لفظ استوا کے نکالنے مین بھی اپنے مطلب کے واسطے خیانت کی بعد ازان دو سوال لکھکر ادھر کی ادھر ہانکی اور رسالہ کو پورا کیا اور چار سوالون کو صفاچٹ کرکے پھر آخر رسالہ مین اوس کا دفعیہ یہ ذکر کیا کہ ان کے جواب دینے سے رسالہ بڑھ جاتا اور

طبع زیادہ ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ عذر بالکل بیجا ہے اگر مولوی صاحب لغو گوئی اور ہرزہ درائی سے
پرہیز کرکے جواب دینے کا طریق اختیار کرتے تو کیا ۲ صفحہ مین چھ سوالون کا جواب نہ آسکتا
بلکہ اس سے بھی کم مین آتا اور ناحق اتنا خرچ بھی نہ کرنا پڑتا۔ کہ اب بیچارے مفلسی اور تہیدستی
کے سبب سے خرچ زائد کو مانع جواب دہی بتلا رہے ہین پھر لطف یہ کہ با این ہمہ بڑی تعلی
جتلائی اور تفوق ظاہر کیا اور کلمات فخریہ کو لکھا اور حال یہ کہ ہنوز حضرت کو عبارت اردو
لکھنے کی بھی استطاعت نہین ہے فضلا عن غیرہا چنانچہ بطور نمونہ ان کے دو فقرے نقل
کرتا ہون۔ صفحہ ۷ کی پہلی سطر مین ہے۔ اس ہمارے بات کو ختم کرتا ہون۔ صفحہ ۱۷ کی
چوتھی سطر مین ہے جسکا ہمنے جواب لکھہ چکا ہے۔ ذرا اردو دان بنظر انصاف حضرت مولوی
صاحب کے رسالہ کو ملاحظہ فرماوین کیا طرفہ ہے کہ میرے اسئلہ کا جواب بھی نہین دیا اور
اولٹا معاذ اللہ مجسم اور مشبہ بھی مجھے ہی بنانے لگے واہ رے کیا انصاف ہے اگر مولوی
صاحب تہذیب اور انصاف سے بھی کچھ علاقہ رکھتے تو ضرور رسائل کا جواب پورا پورا
دلائل شرعیہ سے دیتے یا لاادری نصف العلم پر عمل کرتے اور اتہام اور بہتان کے جرم
کبیرہ سے اپنے آپ کو بچاتے افسوس کہ مولوی صاحب سے چھہ سوالون کا جن مین کوئی دقت
طلب بات بھی نہ تھی بلکہ سہولت سے قطع نزاع کے واسطے ایک طریق نکالا تھا جواب نہو سکا
ہان خالی عذرات باردات کو ضرور پیش کیا اور جواب کے عوض افترا اور بہتان سے کام
لیا ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ البتہ یہ فائدہ ضرور ہوا کہ انہون نے اپنی
لیاقت کا نمونہ پورا پورا بتلا دیا تاکہ آیندہ نہ ان سے تعرض کیا جاوے اور نہ ان کو قابل
خطاب سمجھا جاوے اور نہ ان کی کسی تحریر کا جواب دیا جاوے گو وہ کتنا ہی گالی گلوچ
اور جو ان کا جی چاہے بجبر عادت زاد آخرت کے واسطے کہا اور لکھا کرین مولوی صاحب
کی سختی اور بد تہذیبی سے مجھہ کو رنج نہین ہے کیونکہ وہ کئے وجہ سے معذور سمجھا جانے کے
قابل ہین پیرانہ سالی وغیرہ وغیرہ اور سب سے بڑی وجہ یہ کہ جب وہ پروردگار عزوجل
کی شان عالی مین تہذیب اور ادب سے کام نہین رکھتے بلکہ سخت بے ادبی اور جرأت کی بڑی
بڑی باتین اپنے چھوٹے منہ سے نکالتے ہین تو پھر وہ دوسرے کیا کو کیا سمجھینگے۔ چنانچہ اس رسالہ کے
صفحہ ۱۳ مین لکھتے ہین۔ ہم تم سے پوچھتے ہین کہ ذرا بتاؤ کہ خداوند تعالی کس طرف زمین پر رہتا
ہے تا اوسکی طرف چل کر جاوین تو وہ ہمارے طرف دوڑ آوے الخ معاذ اللہ سبحان اللہ

سبحان اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر کیا کوئی مسلمان بھی ایسی نالائق بات اپنے منہ سے نکالیگا۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین وتعالی اللہ عن قول الظالمین وتقدس عن افتراء المفترین اب میں ایسے مولوی صاحب کو جنکا حال مجھے پہلے معلوم نہ تھا آیندہ کے واسطے سلام رخصت کہہ کر انکے بہتان بے پایان سے برأت ظاہر کرتا اور اس طوفان کی پاداش وعوض کو حوالہ آخرت کرتا ہوں اور اپنا اعتقاد لکھتا ہوں۔

عقیدہ

آمنت بما انزل من ربی الی رسولہ العربی آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وسمعت واطعت غفرانک ربی والیک المصیر اللہم انی اشہدک واشہد حملۃ عرشک و ملائکتک وجمیع خلقک انک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک واشہد باللہ ثم تاللہ میرا اعتقاد وہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم الی یوم القیام اور ائمہ اربعہ عظام یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل رحمہم اللہ العلام اور انکے اساتذہ فخام کا اعتقاد تھا یعنی پروردگار عزوجل وحدہ لا شریک لہ ہے قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ لیس کمثلہ شیئ وہو السمیع البصیر بے مثل اور بے مانند اور بے نظیر اور بے شبیہ ہے اپنی ذات بابرکات اور جمیع صفات میں اور جو جو صفت اوسکی قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے اسپر بلا تشبیہ وبلا تعطیل ایمان لانا اور اسکی کیفیت خدا تعالی کے سپرد وتفویض کرنا اور اسمیں ہرگز کسی قسم سے خوض اور بحث نہیں کرنا بلکہ اسکے ادراک سے اپنی عقل کو متہم کرنا یعنی کیفیت کے معلوم نہ ہونے سے اپنی عاجزی کا اقرار کرنا اور لیس کمثلہ شیئ کو خدا تعالی کے مانند کوئی چیز نہیں ہے ذات اور صفات سب کے ساتھ ملانا اور کما یلیق بہ یعنے جیسا کہ اوسکو لائق ہے ہر ہر صفت کے ساتھ لیے جانا اور کبھی ہرگز وہم وخیال کو بھی اس معاملہ میں دخل نہیں دینا۔ ای برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم یہ میرا اعتقاد آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے چنانچہ میں ایک فتوی میں جو مدت ہوئی لکھا اور طبع ہوا بھی اسکے قریب قریب لکھ چکا ہوں اور وہ فتوی مطبوع میرے پاس موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لیے اسکے چند کلمات یہاں کو تکرار ہوگا وہ کلمات یہ ہیں۔ خداوند تعالی وحدہ لاشریک لہ موصوف ہے ساتھ صفات کمال کے ساتھ صفات جلال کے اور بے مثل اور بے مانند اور بے نظیر ہے اپنی ذات بابرکات اور جمیع مقدس اور منزہ ہے ساتھ عیوب ونقصانات سے اور محمود اور متصف ہے ساتھ ان محامد اور اوصاف

کتاب مستطاب اور اسکے رسول مقبول کی حدیث شریف مین آئی ہین اور صحابۂ کبار اور ائمۂ خیار باوقار نے انکا انکی ذات مقدسہ پر اطلاق کیا ہے کبھی اسپر فنا نہین آئیگی کسی قسم کا تغیر اسپر طاری نہین ہوگا۔ الآن کما کان ویکون کما ہو الآن وکل یوم ہو فی شان وکل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام کل شیئ ہالک الا وجہہ۔ لیس کمثلہ شیئ وہو السمیع البصیر انتہی۔ وہو علی کل شیئ قدیر وہو العلیم الخبیر ولا یخرج عن حیطۃ علمہ شیئ من صغیر وکبیر ای برادران دین سلف صالحین کا یہی مذہب تھا کہ وہ بلا تشبیہ وبلا تعطیل حق سبحانہ تعالی کی صفات پر ایمان لاکر کیفیت اور ادراک وخوض ودران سے باز رہتے تھے چنانچہ جامع البیان فی تفسیر القرآن میں ہے سئل الشافعی عن الاستواء فاجاب آمنت بلا تشبیہ واتہمت نفسی فی الادراک وامسکت عن الخوض فیہ کل الامساک یعنے امام شافعی علیہ الرحمت سے استوی کے بارہ مین سوال ہوا تو جواب دیا کہ مین بلا تشبیہ اسپر ایمان لایا اور اسکی کیفیت دریافت کرنے سے اپنے جی کو متہم کیا یعنے اپنے جی کو یہ سمجھا دیا کہ تجھے اسکی کیفیت معلوم ہو سکتی نہین اور اسمین جھگڑے اور بحث وغیرہ کرنے سے اپنے آپ کو پوری طرحسے روک دیا اور بند کر دیا ہے۔ سبحان اللہ یہ کیسے پاک لوگ ایماندار تقوی شعار تھے اور کسطرح اپنے ایمان کی حفاظت کرتے تھے اور کس قدر عظمت وہیبت الہی ان کے دل مین تھی کہ چون وچرا تک بھی ایسے امور مین دخل دینا روا نہین رکھتے تھے حالانکہ وہ بحار معرفت الہی وبحار علوم نامتناہی تھے بخلاف ہمارے زمانہ کے علما کے کہ جن کے حق مین سرمایۂ علم کی رو سے یون کہنا بیجا نہین کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا باین اسقدر جرأت اور بیباکی اور گویا یہ دعوی کہ کوئی بات انکے علم سے چھوٹی ہی نہین حتی کہ صفات الہیہ مین بھی اور انکی کیفیت بیان کرنیکا مادہ رکھتے ہین دیکھئے صاف صاف کہکر ہم کہلا یون کا ہنداو لوگون کو بتاتا کہ پروردگار عرش کے اوپر ہے لامکان مین بصفت انفصال اور کیفیت کا بیان جبر ج کیا سلف صالحین ایسی باتین ہرگز جائز نہین رکھتے تھے نہ انفصال سے بحث کرتے تھے نہ اتصال سے بلکہ بڑی احتیاط کرتے تھے بلا تشبیہ وبلا تعطیل ایمان لاکر خاموش ہو جاتے تھے اور کیفیت خدا کے سپرد کرتے تھے اور مجیب کو بھی مولوی صاحب سے سوالات کے جوابات طلب کرنے سے یہی مقصود تھا کہ کسیطرح ان کی سمجھ مین یہ بات آجاوے کہ انفصال وغیرہ وغیرہ کا قید رکھنا جو ایک قسم کی تفصیل اور کیفیت کا بیان کرنا ہے چھوڑ دین اور لوگون مین یہ گمراہی پھیلا مین نہ یہ کہ اس امر کو اختیار کرین کہ استواء سے اتصال اور مماست مراد ہے بلکہ میرا تو یہی مطلب تھا کہ استواء کو محمول علی الاطلاق کیا جائے بدون التفسیر ولا التحدید کیا جاوے اور کیفیت اور تفصیل سے خاموش رہنا اور بلا تشبیہ اور بلا تعطیل اسپر ایمان لاکر توہم وخیال تک کو اندرین مقدمہ نازک دخل نہ دینا چاہئے جیسا کہ امام شافعی علیہ الرحمت سے بالا بیان کر چکا ہون اور حضرت میران پیر شیخ کبیر محبوب سبحانی عالم ربانی عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز غنیۃ الطالبین مین بعد رد کرنے ان مذاہب کے جو سلف صالح اور اصحاب حدیث سے منقول ہین اسمین فرماتے ہین بالافتراء ولیہم

حمله على الاطلاق یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم اور من بعدہم من السلف سے استواء علی العرش کو اطلاق بکیفیں کرنا منقول ہے یعنے کسی قسم کی کیفیت بیان نہیں کرنا چاہئے نہ اتصال سے اور نہ انفصال سے اور حضرت امام اعظم مقتدای افخم جناب مستطاب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وعلی جمیع ائمۃ الدین من الفقہاء والمحدثین نے بھی ویسا ہی فقہ اکبر میں لکہا ہے فرماتے ہیں له صفات بلا کیف ولا یقال ان یدہ قدرتہ او نعمتہ لان فیہ ابطال الصفۃ وھو قول اھل القدر والاعتزال ولکن یدہ صفتہ یعنے خدا تعالی کے لیے صفات ہیں بلا کیف یعنے مجہول الکیفیات ہیں انکے چگونگی اور کیفیت اور کنہ کسیکو معلوم نہیں ہے اس بارہ میں ظن اور تخمین سے کچھ بھی کہنا نہیں چاہئے اور ید اسکے سے قدرت یا نعمت اسکی مراد نہیں لینا چاہئے کیونکہ اسمیں خدا تعالی کی ایک صفت کا ابطال لازم آتا ہے اور ابطال صفت فرقہ قدریہ اور معتزلہ کا مذہب ہے اور صحیح مذہب اہل سنت وجماعت کا یہی ہے کہ ید اوسکا اسکی ایک صفت ہے کہ جسکی کیفیت معلوم نہیں ہے جیساکہ اور صفات کا بھی یہی حال ہے اور نیز امام ترمذی اپنے جامع صحیح میں احادیث صفات اللہ کے بارہ میں ذکر فرماتے ہیں والمذھب فی ھذا عند اھل العلم من الائمۃ مثل سفیان الثوری ومالک بن انس وسفیان بن عیینۃ وابن المبارک ووکیع وغیرھم انھم رووا ھذہ الاشیاء وقالوا تروی ھذہ الاحادیث ونؤمن بھا ولا یقال کیف وھذا الذی اختارہ اھل الحدیث ان یرووا ھذہ الاشیاء کما جاءت ویؤمن بھا ولا تفسر ولا تتوھم ولا یقال کیف وھذا امر اھل العلم الذی اختاروہ وذھبوا الیہ یعنے اہل علم ائمہ دین سفیان ثوری اور امام مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع اور انکے سوا اور دوسرے ائمہ کا مذہب صفات اللہ کے بارہ میں یہ ہے کہ انہوں نے ایسی احادیث کو روایت کرکے کہدیا ہے کہ ان احادیث کو روایت کیا جاوے اور ہم انکے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور کیف نہ کہا جاوے یعنے ان کی کیفیت بیان نہ کی جاوے اور محدثین نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ ان احادیث کو جیسی کہ آئی ہیں روایت کرنا اور انکے ساتھ ایمان لانا اور انکی تفسیر نہیں کرنا اور توہم بھی نہیں کرنا اور کیف بھی نہیں کہنا اور اہل علم نے اسی امر کو اختیار کیا ہے اور یہی انکا مذہب ہے۔ ویسا ہی جامع ترمذی میں دوسرے مقام پر بھی اسی قسم کا مضمون بیان کیا گیا ہے وھو ھذا قالوا قد تثبت الروایات فی ھذا ونؤمن بھا ولا یتوھم ولا یقال کیف ھکذا روی عن مالک ابن انس وسفیان بن عیینۃ وعبد اللہ بن المبارک انھم قالوا فی ھذہ الاحادیث امروھا بلا کیف وھکذا قول اھل العلم من اھل السنۃ والجماعۃ واما الجھمیۃ فانکرت ھذہ الروایات الخ یعنے اہل علم نے کہدیا ہے کہ صفات کے باب میں جو احادیث وارد ہیں وہ صحیح ثابت ہیں ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور کچھ توہم نہ کیا جاوے اور کیفیت بھی نہ بیان کی جاوے امام مالک اور سفیان بن عیینہ اور

عبد اللہ بن مبارک سے جو بڑے بڑے ائمہ دین میں ویسا ہی مروی ہے کہ انہوں نے ان احادیث کی شان میں
یہ فرمایا ہے کہ بغیر کیفیت بیان کرنیکے ان احادیث کو زبان پر جاری کرو اور بے فکر و تدبر ان کو پڑھو اہل
سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے جو مذکور ہوا و لیکن فرقہ جہمیہ ان احادیث کے منکر ہیں اور اس سے تھوڑا سا
آگے جا کر امام ترمذی نے یہ کہدیا ہے لیس کمثلہ شیئ وہو السمیع البصیر یعنے خدا کی طرح کوئی نہیں ہے
اور وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی لمعات شرح مشکوٰۃ میں سلف صالحین
کا مذہب اسی طور پر بیان کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں و عند اہل التحقیق النزول صفۃ الرب تعالی
وتقدس یتجلی بھا فی ہذا الوقت یؤمن بھا و یکف عن التکلم بکیفیتھا کما ہو حکم سائر الصفات
المتشابہات مما ورد فی الشرع کالسمع والبصر والید والاستواء ونحوھا وھذا ہو مذہب
السلف وہو اسلم والتاویل طریقۃ المتاخرین وہو احکم یعنے نزول پروردگار تقدس و تعالی کی
ایک صفت ہے اسکے ساتھ اسوقت میں تجلی فرماتا ہے اس صفت کے ساتھ ایمان لایا جائے اور اوسکی کیفیت
بیان نہ کی جاوے جیساکہ باقی صفات متشابہات کا جو شرع میں وارد ہیں جیسے سمع۔ بصر۔ ید۔ استوا
انکی مانند بھی یہی حکم ہے اور یہی مذہب سلف کا تھا اور اسی میں بڑی سلامتی ہے اور صفات میں تاویل
کرنا متاخرین کا مذہب ہے اور وہ احکم ہے انکے نزدیک خلاصۂ مرام و حاصل کلام یہ کہ نہ میں مشبہ و مجسم
و کرامی اور نہ میں معطل و جہمی اور نہ میں معتزلہ وہی بلکہ جمیع فرقہ ضالہ کے اعتقادات فاسدات و اہیات
سے بمنازل و مراحلہا دور اور بکلی و دلی ازبس نفور اور بفضلہ تعالی ولہ الحمد حق حمدہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ با دین مجتہدین اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے اعتقاد و
سبیل رشاد و طریق سداد کا معتقد اور پیرو ہوں اور قولاً و عملاً و ظاہراً و باطناً و علانیۃً و سراً و خفیۃً و
جہراً و تقریراً و تحریراً غرضکہ ہر طریق اور ہر اوسے یہی ایک بات موجب نجات ہے بعونہ تعالی مجھہ میں ہے اور
ہوگی اور ظہور میں آئیگی اللہم ثبتنی بہ وامتنی علیہ وہ بات یہ ہے کہ اہل قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر
نے ہی قرآن مجید و حدیث شریف کو خوب کما حقہ سمجھا اور اسپر عمل کیا ہے اور انہیں پر ہی اعلمیت بالکتاب
والسنۃ منحصر تھی اور جامع برکات و سابق فی الخیرات بھی یہی حضرات ہی تھے اور دین نبوی کے یہی
لوگ پکے سچے غمگسار اور خدمتگار اور انصار تھے پروردگار نے انکو دین کی ہی حفاظت و حراست کیواسطے پیدا
کیا تھا اور روز و شب انکو یہی دین کی فکر ہی لگی ہوئی تھی تب ہی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم انکے
شان میں فرماتے ہیں اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر
الکذب الحدیث یعنے میرے صحابہ کرام کا اکرام کیا کرنا ان کی عظمت اپنے دلوں میں رکھنا کیونکہ وہ تم سے

بہتر بزرگ تر اور برگزیدہ تر ہین پھر جو انکے ساتھ رہے ہونگے یعنے تابعین پھر انکے بعد جو انکے ساتھ رہے ہونگے یعنے تبع تابعین پھر جہوٹ ظاہر ہو جاویگا الخ اور کیا کچھ وقوع مین آنیوالا ہی انتہی پس انہین خیر القرون طالح ہیمون بحث ہے ایون رہنے والے لوگون کی ہی ہر بات مین تابعداری کرنا ہر مسلمان پر واجب و فرض ہی آیات قرآنی اور حدیث رسول ربانی کے سیدھے مطلب انہین کے فہم کے مطابق ہی سمجھنا اور ہر فعل و عمل مین انکی ہی چال چلنا اور عقائد دینی مین بھی ہمیشہ انکی تابعداری سے قدم باہر نہین رکھنا اور ایسا کوئی مسئلہ نہین نکالنا کہ ان کے مخالف ہو جو انکا خلاف کریگا دینی گمراہ ہوگا اور جسقدر کریگا اسی قدر ہدایت سے دور اور ضلالت و گمراہی کے قریب ہوگا اور جسقدر ان کی تابعداری کریگا اسیقدر ہدایت پر ہوگا یہی لوگ مراد مستقیم و منہج قدیم پہ کتاب و سنت پر عمل کرنا اور اہل سنت و جماعت مین داخل ہونا انہین کی اتباع ہی کا نام ہی اور حدیث کی کتابون خصوصًا صحاح ستہ مین جو اصول اسلام ہین انکی تعدیل کا طریق پورے طور پر ملسکتا ہی جو لوگ گمراہ ہوئے ہین اور ہوتے ہین انکی گمراہی کا یہی سبب ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے طریق کو چہوڑ کر خود مجتہد وقت و مجدد و نبذ ہوئے اور منہج سنت جیسا چاہیے اور لوگون سے بڑائی اور عزوجاہ کے طالب ہوئے و اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی اور نبی صلعم کی سنت کی اتباع کی سعادتمندی سے نارسا ہوئے ہین اب مین حاصل خصوصًا کے طور پر یہ لکھتا ہون کہ میرا طریق اعتقاد و عملًا وہی صحابہ کرام و ائمہ عظام کا طریق کے موافق ہو یعنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی وغیرہ جو ہر ایک امام عالی مقام فرما کر بری الذمہ ہو گیا اور اپنا مذہب بتلا گیا ہے اور قواعد اصولیہ فقہیہ بھی اسی امر کی تعلیم کرتے ہین کما لا یخفی علی اہل فن الاصول من فضلاء الفحول سو بندہ بھی اسی قول معقول و اصل اصول کا پابند ہی اور تفسیر جلالین جو ایک درسی تفسیر معتبر اور مقبول شرفاء وغیرہا ہی آیات صفات کے بابمین جو کچھ اس مین لکہا ہی اعنی استوا یلیق بہ وغیرہ وغیرہ اور جامع ترمذی جو صحاح ستہ مین سے حدیث شریف کی ایک کتاب معتمد علیہ و مقبول و معمول بہ عند اہل السنۃ والجماعۃ ہی احادیث صفات کے بارہ مین جو کچھ اوسمین لکہا ہی اعنی بلا تشبیہ و بلا تکییف و بلا تعطیل ایمان لانا وغیرہ وغیرہ اسکے مطابق میرا اعتقاد ہی و ھذا ھو الصراط المستقیم والنہج القویم الذی کان علیہ سلف الامۃ من اصحاب الحدیث والفقہ اللھم امتنی علیہ بالفضل والرحمہ پس اب مین اپنا اعتقاد بتا چکا ہون اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حتی الامکان جہان تک مجھ سے بن پڑے اسی اعتقاد مذکور کے ساتھ بود و باش کرتا اور روز و شب گذارتا ہون خدا وند کریم محض اپنے فضل عمیم سے مجھ جیم اثیم کو اسی اعتقاد پر ہاتا در اسی پر میرا حشر کرے آمین۔ اخوان مسلمین سے بھی یہی امیدوار ہی کہ وہ بھی اس خاکسار کے حق مین بھی دعا کرین گو عمل مین قاصر ہون اور صالح بھی نہین ہون مگر رب العالمین کے عباد صالحین کے ساتھ تو غرض ہی تہ دل سے محبت رکہتا ہون والمرء مع من احب ؎ احب الصالحین ولست منھم لعل اللہ